حقیقتاً آسیب نہیں ہوتا اور پیشہ ور عامل ان لوگوں کے وہم کو اور زیادہ کر دیتے ہیں، اور اس طرح سے مال و دولت جمع کرتے ہیں۔ اس طرح کے لوگوں سے بچنے کی ضرورت ہے۔ (مولانا عبدالمالک)

اشراق، چاشت اور اوابین: ایک نماز کے تین نام؟

س: احادیث کے مطالعے سے معلوم ہوتا ہے کہ اشراق، اوابین اور چاشت (صلوٰۃ الضحیٰ) ایک ہی نماز کے تین نام ہیں، البتہ سورج نکلنے کے وقت نماز ادا کرنے اور ۱۰ یا ۱۱ بجے دن نماز ادا کرنے پر ثواب مختلف ہے۔ الجھن یہ ہے کہ سعودی عرب میں اوّابین کے نوافل صبح ۱۰ یا ۱۱ بجے ادا کیے جاتے ہیں، جب کہ پاکستان میں ان نوافل کو بعد نمازِ مغرب ادا کیا جاتا ہے۔ اس کے لیے احادیث کے حوالے بھی دیے جاتے ہیں۔

صوفی عبدالحمید خان سواتی نے اپنی کتاب: نماز مسنون کلاں میں ایک باب: صلوٰۃ الضحیٰ (چاشت کی نماز جو صلوٰۃ الاوابین بھی ہے) کے تحت لکھا ہے کہ: ''یہ تقریباً ۹ تا ۱۰ بجے پڑھی جاتی ہے، اس کی کم سے کم دو رکعت اور زیادہ سے زیادہ ۱۲ رکعات ہیں۔ صحیح احادیث میں صلوٰۃ الضحیٰ کو ہی صَلَاۃُ الْاَوَّابِیْنَ کہا گیا ہے۔ حضرت زید بن ارقمؓ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''یہ اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع رکھنے والوں کی نماز ہے۔ اس کا وقت وہ ہے جب اُونٹوں کے بچوں کے پاؤں ریت میں گرم ہونے لگتے ہیں'' (مسلم، ج۱، ص۲۵۷، مع نووی، ص۲۵۰)، (نماز مسنون کلاں، ص۵۶۱)

اسی کتاب کے ایک دوسرے مقام پر صوفی عبدالحمید صاحب ''نمازِ اشراق قرار دیتے ہوئے حدیث روایت کرتے ہیں: ''حضرت انس بن مالکؓ کہتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے صبح کی نماز باجماعت پڑھی، پھر وہ بیٹھ کر اللہ تعالیٰ کا ذکر کرتا رہا، یہاں تک کہ سورج طلوع ہوگیا۔ پھر اس نے دو رکعت نماز (اشراق) ادا کی تو اس کو حج و عمرہ کا پورا پورا ثواب ملے گا''۔ (الترغیب والترہیب، ج۱، ص۱۶۴)، (ایضاً، ص۵۵۹)

آگے چل کر وہ مزید لکھتے ہیں کہ: ”نمازِ مغرب کے بعد چھے رکعات نوافل کی بھی احادیث میں بہت فضیلت آئی ہے۔ حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس نے مغرب کے بعد چھے رکعات نماز پڑھی اور ان کے درمیان اس نے کوئی بُری بات زبان سے نہیں نکالی تو اس کو بارہ سال کی عبادت کے برابر ثواب ملے گا (ترمذی، ص۸۹، ابن ماجہ، ص ۹۸)۔ بعض لوگ اس نماز کو بھی صَلٰوۃُ الْاَوَّابِیْنَ کہتے ہیں۔

اس سلسلے میں بھی صحابہ کرامؓ سے آثار ملتے ہیں۔ حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے روایت ہے کہ انھوں نے کہا: صلاۃ الاوّابین جب مغرب کی نماز پڑھ کر نمازی فارغ ہوں تو اس سے لے کر اس وقت تک ہوتی ہے جب عشاء کا وقت آجائے۔ حضرت عبداللہ بن عباسؓ سے روایت ہے کہ بے شک فرشتے ان لوگوں کو گھیر لیتے ہیں جو مغرب اور عشاء کے درمیان نماز پڑھتے ہیں اور یہ بھی صلاۃ الاوّابین ہے (شرح السنۃ، ج۳، ص۴۷۴، کنزالعمال، ج ۸، ص ۳۵، بحوالہ ابن زنجویہ)۔ لغوی اعتبار سے اس کو بھی صلاۃ الاوّابین یعنی اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع کرنے والوں کی نماز کہہ سکتے ہیں، لیکن حقیقی صلاۃ الاوّابین، وہ چاشت ہی کی نماز ہے“ (ایضاً، ص ۵۶۶)۔ اس حوالے سے حقیقی صورت حال کیا ہے، واضح فرما دیں۔

ج: صلٰوۃ الاشراق ، صلٰوۃ الضحٰی اور صلٰوۃ الاوّابین کے بارے میں احادیث کی روشنی میں علما کے درمیان علمی اختلاف ہے۔ بعض کے نزدیک یہ ایک ہی نماز کے تین نام ہیں، اور بعض کے نزدیک اشراق اور چاشت ایک ہیں اور اوّابین مغرب کے بعد ہے۔ بعض کے نزدیک جیسے صوفی عبدالحمید صاحبؒ نے نقل کیا ہے جو علامہ سیوطی اور علی متقی کی راے ہے کہ اشراق الگ نماز ہے، اور چاشت اور اوّابین الگ ہیں اور مغرب کے بعد اوّابین لغوی معنی میں اوّابین ہے۔ علامہ انور شاہ کشمیری کی بھی یہ راے ہے کہ مغرب کے بعد اوّابین لغوی اور عرفی معنی میں اوّابین ہے۔ تفصیل درج ذیل ہے: صلٰوۃ الاشراق اور صلٰوۃ الضحٰی (چاشت) کے بارے میں علامہ انور شاہ کشمیریؒ لکھتے ہیں: فقہا اور محدثین کے نزدیک دونوں ایک ہیں، البتہ علامہ سیوطیؒ

اور علی متقی (صاحب کنزالعمال) کے نزدیک دونوں الگ الگ ہیں۔ وہ ایک روایت سے استدلال کرتے ہیں جو حضرت علیؓ سے مروی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اشراق پڑھی جب سورج اتنا بلند تھا جتنا عصر اور مغرب کے درمیان ہوتا ہے، اور ضحیٰ اس وقت پڑھی جب سورج اتنا بلند تھا جتنا ظہر اور غروب کے درمیان ہوتا ہے۔ اس روایت کو انھوں نے حسن قرار دیا ہے (العرف الشذی باب ماجاء فی صلوٰۃ الضحٰی، ص ۲۱۹، طبع مکتبہ رحمانیہ، لاہور)۔ اس روایت کے پیش نظر صلوٰۃ الاشراق اور صلوٰۃ الضحٰی (چاشت) دو قرار پائیں ہیں۔ اس لیے اس کو مدنظر رکھنے والوں پر اعتراض مناسب نہیں۔

مولانا محمد منظور نعمانیؒ نے بھی معارف الحدیث میں جمہور فقہا و محدثین کی طرح اشراق اور ضحیٰ کو ایک قرار دیا ہے۔ انھوں نے عنوان قائم کیا ہے: ''چاشت یا اشراق کے نوافل''۔ اس عنوان کے تحت جو روایات نقل کی ہیں ان میں اُم ہانیؓ کی روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فتح مکہ کے موقع پر چاشت کے وقت آٹھ رکعات پڑھیں۔ دوسری روایت حضرت ابوہریرہؓ کی ہے کہ مجھے میرے خلیل صلی اللہ علیہ وسلم نے تین چیزوں کی وصیت فرمائی کہ ہر مہینے میں تین دن کے روزے رکھو، اور چاشت کی دو رکعتیں اور سونے سے پہلے وتر پڑھوں۔ (معارف الحدیث، ج ۳، ص ۳۵۵)

جناب صوفی عبدالحمید خاں سواتی کا حوالہ آپ نے نقل کیا ہے کہ ان کے نزدیک اشراق اور چاشت الگ الگ نمازیں ہیں، اور چاشت اور اوّابین کو انھوں نے ایک قرار دیا ہے۔ انھوں نے عنوان قائم کیا ہے: ''صلوٰۃ الضحٰی، چاشت کی نماز جو صلوٰۃ الاوّابین بھی ہے''۔ علامہ نوویؒ کے نزدیک اشراق، ضحیٰ اور اوّابین ایک ہیں۔ انھوں نے ریاض الصالحین میں صلوٰۃ الضحٰی کے دو باب قائم کیے ہیں۔ ایک باب کے الفاظ یہ ہیں: یہ باب صلوٰۃ الضحٰی کی فضیلت اور اس کی کم سے کم، درمیانی اور اکثر رکعتوں اور اس پر پابندی کے بیان میں ہے''۔ دوسرے باب میں اس کے وقت کا بیان ہے کہ وہ سورج کے بلند ہونے سے لے کر زوال تک ہے، اور اس کا اس وقت پڑھنا افضل ہے جب گرمی زیادہ ہوجائے اور سورج اچھی طرح بلند ہوجائے۔ پھر زید بن ارقمؓ کی روایت نقل کی ہے جس کا آپ نے حوالہ دیا ہے۔ امام ترمذیؒ نے مغرب کے بعد

چھے رکعتوں کا تذکرہ کیا ہے، اور حضرت ابوہریرہؓ کی روایت نقل کی ہے کہ ''جو شخص چھے رکعتیں پڑھے گا اور درمیان میں کوئی بُری بات نہیں کرے گا، تو یہ ۱۲ سال کی عبادت کے برابر شمار ہوگی۔ امام ترمذیؒ فرماتے ہیں کہ جس راوی پر اس روایت کا انحصار ہے وہ عمر بن عبداللہ بن ابی خثعم ہے اور اسے انھوں نے منکرالحدیث قرار دیا ہے۔ حضرت عائشہؓ سے بھی روایت نقل کی ہے کہ جو شخص ۲۰ رکعتیں پڑھے گا، اس کے لیے جنت میں اللہ تعالیٰ الگ گھر بنا دیں گے لیکن اس پر تنقید نہیں کی۔ لیکن یہ بھی ضعیف ہے۔

اس بحث کا خلاصہ یہ ہے: علامہ نووی اور ان کے ہم خیال علما کا مسلک یہی ہے کہ سورج نکلنے کے بعد جب مکروہ وقت نکل جائے تو اس وقت سے لے کر زوال سے پہلے تک ایک نماز ہے جس کے تین نام اور تین اوقات ہیں۔ اس نماز کا افضل وقت وہ ہے جس وقت تپش اچھی خاصی ہوجائے، یعنی ۱۰ بجے سے لے کر ۱۱ بجے کے درمیان کا وقت جسے اوّابین کی نماز کہا گیا ہے اور مغرب کے بعد چھے رکعتوں کا بھی ذکر ہے۔ ان میں سے ایک روایت پر تو امام ترمذیؒ نے تنقید کی ہے لیکن دوسری بھی ضعیف ہے۔ علامہ انور شاہ کشمیریؒ نے فرمایا: اس کے بارے میں کوئی بھی صحیح حدیث نہیں ہے۔ لوگوں کے عرف میں اس کو اوّابین کہا جاتا ہے اور اس کے ضعف کے باوجود اس پر عمل کیا جاتا ہے (العرف الشذی علی الترمذی، ج۱، ص ۲۰۹)۔ اس لیے کہ فضائل اعمال میں ضعیف حدیث بھی قابلِ عمل ہے۔ اس لیے کہ نفسِ عمل تو قطعی دلیل سے ثابت ہوتا ہے۔ مثلاً نوافل تو تین اوقات کے علاوہ ہر وقت پڑھے جاسکتے ہیں لہٰذا جب ان تین اوقات کے علاوہ باقی اوقات میں نوافل کی فضیلت کسی حدیث میں جو ضعیف ہو ذکر ہوگی تو اس کی بنیاد پر اس وقت نوافل کو دوسرے اوقات کے مقابلے میں ترجیح اسی حدیث کی وجہ سے دی جاسکتی ہے۔ مغرب کے بعد کی اوّابین کی یہی اصولی بنیاد ہے۔ اس لیے اگر کوئی شخص اس وقت چھے نوافل ادا کرتا ہے تو اس میں کوئی حرج نہیں ہے، اس لیے کہ نفل صرف طلوع، غروب اور نصف النہار میں منع ہیں۔ باقی اوقات میں ممنوع نہیں ہیں۔ اسی طرح اس بات کی بھی گنجایش ہے کہ اشراق اور ضحیٰ (چاشت) کو الگ الگ قرار دیا جائے، مگر ضحیٰ اور اوّابین کے ایک ہونے پر اتفاق نظر آتا ہے، جیسا کہ امام نوویؒ نے ذکر کیا ہے۔ (ع - م)